تاثرات — شہید ملت کے والد گرامی کے انٹرویو کی روشنی میں

تحریر: جناب میاں محمد جمیل ایم اے ۔ سیکرٹری اطلاعات جمعیۃ اہل حدیث پاکستان

علامہ صاحب مرحوم کے سیکرٹری جناب عطاء الرحمٰن ثاقب کی مہربانی کہ انہوں نے میری ملاقات کے لیے نہ صرف قائد کے والد محترم جناب حاجی ظہور الٰہی صاحب سے وقت لیا بلکہ مجھے بھی اطلاع فرمائی سات بجے شام میں اس لائبریری میں بیٹھا تھا جہاں قائدِ ملت کتابوں کے جھرمٹ میں جلوہ گر ہوکر پوری دنیا کے باطل نظریات سے پنجہ آزما ہونے کے لیے قلم و قرطاس کو حرکت میں لاکر محمد عربی ؐ کے دین کی پاسبانی اور حفاظت کیا کرتے تھے اسی کمرے میں بیٹھ کر جمعیت اہل حدیث کی نشاۃ ثانیہ کا پروگرام بنایا گیا تھا اور یہیں بیٹھ کر قائد کارکنوں کو ہدایات، ملکی اور غیر ملکی راہنماؤں سے ملاقاتیں کیا کرتے تھے۔ اسی تاریخی لائبریری سے ہی قائد نے پوری دنیا کے اہل علم حضرات کو نئے فکر اور تازہ ولولہ سے روشناس کرایا تھا۔ چنانچہ دفعتاً ساڑھے سات بجے ایک خمیدہ کمر بزرگ نمودار ہوئے جن کے بال زمانے کے حالات، واقعات اور حادثات نے سفید کر دیئے جو چاندی کی طرح چمک رہے تھے۔ ان کے ماتھے سے

سِیمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِم مِّنْ أَثَرِ السُّجُودِ

نمایاں اور ان کے چہرے سے اپنے عظیم سپوت کی جدائی کے اثرات بالکل واضح دکھائی دے رہے تھے اور ان کی زبان سے انا للہ وانا الیہ راجعون کی صدائیں اور مغفرت کی دعائیں صبر و تحمل کی صدائیں نکل رہی تھیں۔ وہ نہ صرف خود صبر و برداشت کے مجسمہ بنے ہوئے تھے بلکہ جماعت کے غمزدہ افراد کو اپنے نورانی سینے سے چمٹا چمٹا کر تسلی اور تشفی دیتے ہوئے صبر و استقامت کے واقعات، قرآنی آیات نبیؐ کے فرمودات بیان فرما رہے تھے۔ میں نے اپنے آپ پر صبر کرتے ہوئے مرحوم قائد کے والد

محترم سے سوال وجواب کا سلسلہ شروع کیا۔ میں نے عرض کیا کہ جناب حاجی صاحب آپ کے خاندان کا پس منظر کیا ہے اور آپ کا خاندان کب اہل حدیث ہوا ؟

ہمارا تعلق شیخ فیملی سیٹھی برادری سے ہے میرے دادا شیخ نظام الدین مرحوم یعنی علامہ صاحب کے پردادا صاحب اپنے چچا زاد بھائی میاں محمد رمضان کے کہنے پر سب سے پہلے اہل حدیث ہوئے میرے والد شیخ احمد دین سیالکوٹ میں معمولی تاجر تھے اور میں ان کا اکلوتا بیٹا تھا میں نے بھی اپنے خاندانی پیشہ تجارت کو اختیار کرتے ہوئے سیالکوٹ میں کپڑے کا کاروبار شروع کیا جس میں اللہ تعالیٰ نے وقت کے ساتھ ساتھ بڑی برکت ڈالی اور مجھے دنیاوی لحاظ سے خوشحال اور شاداب بنایا میں اس کا نہایت ہی شکرگزار ہوں۔

کیا آپ کے خاندان میں کوئی عالم ہوا ؟ اگر نہیں تو آپ نے اپنی اولاد کو کیونکر عالم دین بنایا اس کے اسباب ومحرکات کیا ہیں ؟

میرے والد شیخ احمد دین مرحوم ان پڑھ مگر دین دار آدمی تھے۔ مجھے انہوں نے اس زمانے کے مطابق قرآن پاک اور سکول کی معمولی تعلیم سے آراستہ کروایا۔ جب میں سن شعور کو پہنچا تو ہمارے شہر میں بہت بڑے عالم ۔ محدث حضرت مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی کے علم وفضل کے بہت چرچے تھے۔ میری ان کے ساتھ عقیدت مندی ہوئی جس میں دن بدن اضافہ ہوتا چلا گیا۔ وہ عالم باعمل تھے حقیقت تو یہ ہے کہ وہ دور ہی علمائے ربانی کا تھا۔ ان کی تقریر کا خلاصہ توحید ورسالت اور فکر آخرت ہوا کرتا تھا۔

جب مولانا میر مرحوم فکر آخرت پر خطاب کرتے تو یوں محسوس ہوتا جیسے ہم جنت ودوزخ کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ ان کے وعظ میں انقلابی اثرات اور ان کی زبان میں بے پناہ تاثیر ہوتی تھی ۔ ان کی آواز دل سے نکلتی اور دل پر اتر جاتی تھی۔ ان کی تقریروں نے میری سوچ کے زاویے اور میرے فکر کے انداز بدل ڈالے۔ ایک دن انہوں نے علم اور عالم دین کی فضیلت اور قرآن پاک کی فضیلت پر اس طرح موثر خطاب فرمایا کہ میں نے ان کی مجلس سے اٹھنے سے پہلے ہی دل میں تہیہ کر لیا کہ شادی کے بعد اگر اللہ تعالیٰ نے بچہ دیا تو میں اس کو قرآن پاک کا حافظ اور عالم دین متین بناؤں گا پھر اس فکر کو پروان چڑھانے میں حضرت مولانا محمد داؤد غزنوی ، حضرت مولانا محمد اسمٰعیل سلفی حضرت مولانا

محمد عبداللہ روپڑی ۔ حضرت مولانا عبداللہ ثانی ۔ مولانا نور حسین گھرجاکھی ، مولانا علی محمد صمصام سب سے زیادہ شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ فاتح قادیاں کا حصہ تھا ۔ میرا عقیدہ ہے کہ سب سے زیادہ نفع بخش تجارت یہی ہے کہ آدمی خود اور اپنی اولاد کو بھی دین کی چوکیداری اور اسلام کی پاسداری کے لیے وقف کر دے ۔ دنیا کی تجارت میں نفع نقصان دونوں ہیں لیکن ماشاء اللہ اس تجارت میں فائدہ ہی فائدہ ہے ۔ قرآن نے اسی تجارت کی طرف توجہ دلائی ہے ۔

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِیْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ ۝ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَ اَنْفُسِكُمْ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ یَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَ یُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَ مَسٰكِنَ طَیِّبَةً فِیْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۝ وَ اُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ فَتْحٌ قَرِیْبٌ وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝

اے ایمان والو ! میں تم کو وہ تجارت بتلاتا ہوں جو تمہیں ہولناک عذاب سے بچالے ۵ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اللہ کے راستے میں جہاد کرو اپنے اموال اور اپنی جانوں سے یہی تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جان جاؤ ۵ اللہ تمہارے گناہوں کو معاف کر دے گا اور تم کو ایسے باغات میں داخل فرمائے گا جس کے نیچے نہریں چلتی ہوں گی اور حیاتِ جاوداں کی جنت میں بہترین گھر تمہیں عطا کئے جائیں گے ۔ یہ بہت بڑی کامیابی ہے ۵ اور وہ دوسری چیز جو تم چاہتے ہو وہ بھی تمہیں عطا کرے گا اللہ کی طرف سے نصرت و کامیابی عنقریب تمہیں عطا ہو جائے گی اور مومنوں کے لیے یہ نوید مسرت ہے"

دنیاوی تجارت تو ایک انسان دوسرے سے کرتا ہے لیکن جہاد توبندۂ مومن کسی انسان سے نہیں بلکہ رحمان سے سوداگری کر رہا ہوتا ہے اس کے بارے میں

ـــــــــــــــــــــ

لہ پ ۲۸ ۔ س صف ۔ آیت ۱۰ + ۱۳

ارشادِ خداوندی ہے۔

ان اللہ اشتریٰ من المومنین بانفسھم

" اللہ نے مومنوں کے جان و مال کے بدلے میں جنت کا سودا کرلیا ہے۔"

وہ یہ الفاظ ادا نہ کر پائے تھے کہ ان کی آنکھیں نم آلود ہوگئیں اور کچھ دیر اپنے چہرے کو جھکا کر ایک توقف کے بعد بڑی آہستگی سے گویا ہوئے اسی نقطہ نظر کی بنیاد پر میرا لوگوں کی خدمت میں یہ پیغام نوٹ فرمایئے کہ والدین کو چاہیئے اپنے کاروبار کے ساتھ اس تجارت کو ضرور اپنائیں۔ اپنے بچوں کو علم دنیا کے ساتھ دین کے علم وفضل سے ضرور آراستہ کریں۔ انشاءاللہ دنیا و آخرت میں اللہ تعالےٰ اپنے علم وفضل وکرم سے کامیاب و کامران فرمائے گا۔ میں نے اس پیغام کو ضبط تحریر میں لانے کے بعد تیسرے سوال کا موقع نکالا کہ محترم حاجی صاحب ہمارے قائد کی تاریخ پیدائش اور جائے ولادت کون سی ہے۔

انہوں نے ٹھنڈی آہ کھینچتے ہوئے فرمایا کہ علامہ صاحب ۳۱ مئی ۱۹۴۰ء کو محلہ احمد پورہ واقع رنگ روڈ سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ یہ میرے سب سے بڑے اور لاڈلے بیٹے تھے ان کے بعد اللہ تعالیٰ نے پانچ بیٹیاں اور چار بیٹے دیئے جن کے نام یہ ہیں۔

ڈاکٹر فضل الٰہی صاحب: انہوں نے پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے اور جامعہ محمدیہ جی ٹی روڈ گوجرانوالہ سے سندِ فراغت حاصل کرنے کے بعد جامعہ اسلامیہ منورہ سے ایم اے کی ڈگری حاصل کی۔ اور آج کل ریاض یونیورسٹی میں ممتاز سکالر کے طور پر پروفیسر اور کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔

محبوب الٰہی صاحب: یہ نہایت ہی دیندار اور دینی ذہن رکھنے والے نوجوان ہیں۔ حیدر آباد میں کپڑے کا کاروبار کرتے ہیں۔

شکور الٰہی صاحب:۔ حافظ قرآن اور میٹرک کرنے کے بعد اپنے والد کے ساتھ گوجرانوالہ میں تجارت کر رہے ہیں۔

عابد الٰہی صاحب:۔ کلام حمید کے حافظ اور پاکستان سے بی۔اے کرنے کے بعد جدہ یونیورسٹی سے ایم اے کیا آج کل ڈاکٹریٹ کی ڈگری کے لیے ریاض میں کوشاں ہیں

علامہ صاحب سکول کے دروازے پر

آج سے چھیالیس سال قبل سورج کی کرنیں سیالکوٹ کے افق سے نمودار ہوکر دیوار سے نیچے اترتے ہوئے ایک بچے کے چہرے پر پڑتی ہیں۔ محو استراحت آنکھیں اس طرح کھلیں جس طرح گلاب کے پھول کی پتیاں نکھرتی اور بکھرتی چلی جاتی ہیں۔ بچے نے موٹی موٹی مگر پیاری پیاری آنکھیں کھولیں تو ذکیہ مامتا اپنے لخت جگر کے رخساروں پر تھپکیاں دیتے سراپا پیار مگر مکمل احساس سے کہتی ہے کہ بیٹا اٹھو سونے والے پیچھے رہ جاتے ہیں۔ خود جاگو اور دوسروں کو جگاؤ بیٹا آنکھیں ملتا ہوا اٹھ بیٹھا نہا دھو کر خوبصورت لباس زیب تن کئے ہوئے بستہ ہاتھ میں ہے اپنے والد کی انگلی تھامے خراماں خراماں۔ میٹھی میٹھی پیاری پیاری باتیں کرتے ہوئے پہلی جماعت کے کمرے میں داخل ہوا اور اپنے گردوپیش کا معصومانہ جائزہ لینے کے بعد بیٹھ جاتا ہے۔ قاعدہ نکال کر اللہ کے نام سے اپنے کام کا آغاز کرتا ہے۔ وہ اللہ جس کے نام کے آغاز اور اس کے نام کی لاج رکھنے والے کبھی ناکام و مراد نہیں ہوتے اس طرح دن گزرتے گئے اور راتیں بیتتی چلی گئیں مگر اس طرح نہیں جس طرح اکثر بچوں، جوانوں اور بوڑھوں پر زندگی گزر جاتی ہے نہیں یہ بچہ تو وقت سے ایک ایک لمحے سے کچھ چھین لینا اور اسے پورے طور پر استعمال کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔

وہ زندگی گزارنے کے لیے ہی نہیں بلکہ سنوارنے کے لیے پیدا ہوا ہے چنانچہ کل ماں باپ نے رخصت کیا تھا۔ آج پانچ سال بعد اپنے ہونہار کو پرائمری سے فارغ کرتے ہوئے دعائیں دے رہا ہے کہ جاؤ بیٹا! خدا تجھے زندگی کے ہر میدان میں کامیاب و کامران رکھے۔

حفظ قرآن

ادھر وہ ہونہار پرائمری سے فارغ ہوا۔ ادھر والد نے اپنے رب سے کئے ہوئے وعدہ کو ایفا کرنے کے لیے بیٹے کے ہاتھ سے بستہ پکڑ کر اسی ہاتھ میں کلام مجید تھما دیا وہ قرآن جو نبی ﷺ نے اپنے صحابہ کی معرفت پوری امت کے ہاتھ میں دے دیا تھا اور واشگاف اعلان فرمایا تھا کہ جب تک اس کتاب اور میرے طریقے کو تھامے رکھو گے خدا تمہیں تھامے رکھے گا۔

ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتم بھما کتاب اللہ وسنت رسولہ

میں تمہارے پاس دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں۔ اگر تم (قرآن اور نبی کے فرمان) کو تھامے رکھو گے تو کبھی گمراہ نہیں ہو گے۔

آج وہ بچہ سامنے قرآن رکھے ہوئے اپنے سفر کا آغاز الحمد للہ سے کرتا ہے گویا کہ زبان حال سے اپنے استاد کو یقین دلا رہا ہے کہ میں ہر حال میں اپنے رب کے شکر کا اظہار اور اقرار کرتا رہوں گا۔ چنانچہ دنیا نے دیکھا کہ کل کے بچے اور آج کے قائد نے ہر حال میں اللہ کا شکر ادا کیا۔ ان کی پوری زندگی پر یہی کلمہ جاری و ساری رہا۔ اس عقیدے کی بدولت اور اسی نظریے کی برکت سے رب کریم نے ان کو اس طرح نوازا کہ وہ صدیوں کا کام سالوں اور برسوں کا کام مہینوں۔ پھر مہینوں کا سفر لمحوں میں طے کرتے چلے گئے۔ اس طرح شب و روز کی محنت سے کلام حمید کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اپنے سینے میں سجایا اور بسایا اور ان کو اس عمر میں اس نعمت سے سرفراز کیا گیا جب بچے گلی کوچوں میں آوارہ اور نکارا پھرتے ہیں۔

ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشآء واللہ ذوالفضل العظیم

یہ اللہ کا فضل جسے چاہے نوازتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

www.KitaboSunnat.com

واللہ یختص برحمتہ من یشآء

اللہ جسے چاہے اپنی رحمت خصوصی سے نوازتا ہے۔

حاجی صاحب آپ نے اپنے بچہ کی روحانی اور جسمانی تربیت کس طرح فرمائی؟

میرا احسان جب سات برس کا ہوا تو میں نے امام کائنات کے تربیتی اصول کو پیش نظر رکھتے ہوئے سب سے پہلے ان کو اپنی پیشانی کو رب کے حضور جھکانے کے لیے کہا کیونکہ میرے نزدیک زندگی توحید و رسالت اور نماز باجماعت سے عبارت ہے اس طرح انسان اپنے آنے والے اوقات کی منصوبہ بندی کرنے کا سبق حاصل کرتا ہے اور یہی وہ آداب زندگی و بندگی ہیں جس طرح سے ایک طرف بندہ اپنے رب سے نیازمندی کا مظاہرہ کرتا ہے اور دوسری طرف رب اپنے سامنے جھکنے والی گردن کو پوری دنیا میں سربلندی فرما دیتا ہے۔ یہی وہ عمل ہے جس کی وجہ سے پوری دنیا مسلمانوں کے سامنے سرنگوں ہوتی رہی۔

جسمانی تربیت

حاجی صاحب نے علامہ صاحب کی جسمانی تربیت کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ علامہ صاحب ابتدا سے ہی تنومند ، مضبوط الاعصاب اور مضبوط الاعضا تھے تاہم میں نے ان کے جسم کو مزید صحت مندی اور طاقت وری کے جوہر سے آراستہ کرنے کے لیے ان کی خوراک کا خوب خیال رکھا جب تک علامہ صاحب جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ میں زیر تعلیم رہے ان کا کھانا روزانہ سیالکوٹ سے بھیجا جاتا تھا۔ تاکہ خوراک کی کمی کی وجہ سے ان کی صحت کمزور نہ ہو جائے ۔ اس طرح پاکستان میں جہاں بھی زیر تعلیم رہے ان کی خوراک کا خاص خیال رکھا گیا خورد و نوش کے ساتھ ساتھ میں ان کے جسم پر تیل ملتا اور خاص کر ان کی گردن کے اوپر نیچے خوب مالش کرتا تاکہ ان کے اعصاب مضبوط سے مضبوط تر ہو جائیں کیونکہ اعصاب ہی تو ہیں جو زمانے کے حوادث کا مقابلہ کرتے ہیں جن لوگوں کا اعصابی نظام کمزور ہوتا ہے وہ کوئی کام بھی جرأت و ہمت سے نہیں کر پاتے۔ دنیا میں تبدیلی لانے کے لیے جہاں اور عوامل کی حاجت اور ضرورت ہوتی ہے وہاں اپنے اعصاب کو قائم اور حواس کو حاضر رکھنا بھی نہایت ضروری ہوتا ہے یہی وجہ ہے ہزاروں لوگوں نے دیکھا کہ ایک طرف علامہ صاحب کے ہاتھ میں قلم ہے ، حساس سے حساس اور لطیف سے لطیف تر مسائل کو اپنی نوک قلم سے حاصل کر رہے ہیں دوسری طرف کاروباری الجھنوں کے باوجود وہ سیاست کی خارزار وادیوں میں اپنا لوہا منوا رہے ہیں۔ میں نے ان کو بڑے بڑے ہنگاموں میں بھی گھبراتے اور لڑکھڑاتے ہوئے نہیں دیکھا بلکہ جوں جوں حالات مشکل سے مشکل تر ہوتے اس طرح ہی وہ اپنے آپ کو تیار کرتے چلے جاتے وہ اپنے حالات کا مقابلہ شیر کی طرح کرتے جو جنگل میں کھڑکا سن کر اپنی کچھار سے نکلتے ہوئے اپنی گردن کو اٹھا اور سینے کو تان کر چلتا ہے ۔ بلکہ مشکل حالات میں علامہ صاحب کی صلاحیتیں اس طرح نکھر کر سامنے آتی تھیں کہ ان کے دیرینہ ساتھی بھی حیران و ششدر رہ جاتے تھے۔

بچپن کی عادات

میں نے سلسلہ کلام کو منقطع کرتے ہوئے استفسار کیا کہ علامہ صاحب بچپن میں ضدی یا جھگڑالو تو نہیں تھے ؟

انہوں نے کہا کہ علامہ صاحب عام بچوں سے زیادہ ضدی نہ تھے اور نہ ہی جھگڑالو

طبیعت۔ بلکہ ان کی طبیعت یہ تھی کہ وہ ہر بات کی دلیل لینے اور دینے کے قائل تھے یہی تو انسانیت کا جوہر ہے وہ لاکھوں کے مجمع میں کہتے کہ دلائل پیش کرو اگر مخالف کے دلائل حقیقت پر مبنی ہوئے تو میں شام کا سورج غروب اور صبح کے طلوع ہونے سے پہلے اپنے موقف کو چھوڑ کر بیج کو قبول ہی نہیں بلکہ اس کا داعی بھی بن جاؤں گا کبھی کبھی وہ کلائی کی گھڑی دکھا کر کہتے جاؤ دلائل لاؤ اگر آپ کے دلائل زیادہ قوی ہوئے تو پانچ منٹ سے پہلے مجھے اپنے ساتھ پاؤ گے۔ دلائل اور حقائق سے ہٹ کر کسی منبر و محراب اور جبہ و دستار یا کسی سردار کی بات ماننے پر تیار نہیں ہوتے تھے وہ گردن کو اوپر جھٹکا دے کر فرمایا کرتے یہ کٹ سکتی ہے مگر جھک نہیں سکتی وہ پوری زندگی لڑے مگر حق کی پشتیبانی کرتے ہوئے ہر باطل قوت سے پنجہ آزما ہونا ان کی فطرت اور جبلت تھی لڑائی سے پہلے بہت کم سوچتے کہ وسائل و اسباب کیا ہیں بلکہ اسباب و وسائل کے اتنے ہی قائل جتنا کہ بندہ مومن۔ وہ ابتدا سے انتہا تک لڑے حتیٰ کہ ان کی زبان سے ادا ہونے والا آخری فقرہ ان کی پوری زندگی کا ترجمان ہے ؎

کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسہ
مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

بقیہ:- بھائی احسان کی یاد میں

رحمت کے مستحق بن سکیں۔

حرف آخر میں "التوحید" کے ایڈیٹر مولانا عاشق علی اثری اور "اسلام" کے معاونین مولانا محمد مستقیم سلفی اور مولانا ابوالکرم سلفی وغیرہم کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے مجھے اس بات کا موقع دیا کہ میں اپنے پیارے دوست اور جماعت اہل حدیث پاکستان کے جرأت مند قائد علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمہ اللہ کی بابت اپنی کچھ یادداشتوں کو نذر زبان میں پیش کر دوں۔

یہ مضمون میں نے ایسے وقت میں املا کرایا ہے جب میں ذاتی طور پر اور میرے اہل خانہ بیمار چل رہے ہیں اور بیلجیم کے ساحل میں ایک لمبے سفر کے لیے پا بہ رکاب بھی ہوں۔ اس لیے زبان و اسلوب کی خامیاں اس میں یقینی ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے موقع دے کہ میں احسان بھائی مرحوم اور ماضی قریب میں وفات پانے والی دیگر اہم جماعتی شخصیات مولانا عبدالجلیل رحمانی، مولانا حافظ عبدالغفور، میاں محمود علی قصوری وغیرہم رحمہم اللہ پر بھی سکون کے ساتھ اپنی یادداشتیں لکھ سکوں۔ اللہ ہم سب کو عمل و اخلاص کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارا خاتمہ بالخیر کرے۔ آمین۔